قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

جمعرات 10 فروری 2022ء | 8 رجب 1443 ہجری قمری | 10 تبلیغ 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:35

فرمانِ رسول ﷺ

آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ:

اس ذات کی قسم کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں کہلا سکتا جب تک میں اسے اپنے والد اور اولاد سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔

(بخاری کتاب الایمان باب حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من الایمان)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

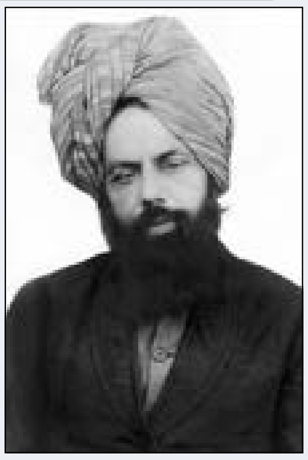

’’عیسائی مشنریوں نے ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بے شمار بہتان گھڑے ہیں۔ اور اپنے اس دجل کے ذریعے ایک خلقِ کثیر کو گمراہ کر کے رکھ دیا ہے۔ میرے دل کو کسی چیز نے کبھی اتنا دکھ نہیں پہنچایا جتنا کہ ان لوگوں کے اس ہنسی ٹھٹھے نے پہنچایا ہے جو وہ ہمارے رسول پاک کی شان میں کرتے رہتے ہیں ان کے دل آزار طعن وتشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشر کی ذات والا صفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے۔

خدا کی قسم! اگر میری ساری اولاد، اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے اپنے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور مَیں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔ پس اے میرے آسمانی آقا! تو ہم پر اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما اور ہمیں اس ابتلا سے نجات بخش۔‘‘

(ترجمہ از عربی عبارت آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 15)

’’اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں۔‘‘

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 141)

ارشادِ باری تعالیٰ

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۳۲﴾

(آل عمران:32)

ترجمہ: تو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

فرمانِ خلیفہ وقت

آنحضرت ﷺ کے بارہ میں فرمایا:

’’یہ معیار بتایا ہے دنیاوی رشتوں کی مثال دے کر کہ صرف پیروی کا دعویٰ ہی نہیں کرنا بلکہ یہ جو دنیاوی رشتے ہیں، والدین اور بچے، ان سب سے زیادہ مَیں تمہارا پیارا بنوں۔ مجھے تم سب سے زیادہ پیار کرنے والے بنو۔ صحابہ نے جن میں بچے بھی تھے بوڑھے بھی تھے جوان بھی تھے انہوں نے اسی طرح قربانیاں دی ہیں اور اسی طرح پیار کیا ہے۔ بچوں نے اپنے والدین کو چھوڑنا گوارا کرلیا مگر آپ کا در نہ چھوڑا۔ پس آج ہمیں بھی وہی مثالیں قائم کرنی ہیں، ان شاء اللہ۔ جس طرح آپؐ نے فرمایا، جو اسلام کی تعلیم ہے، اس کو ماننا ہے، اس پر عمل کرنا ہے اور دنیا کی کوئی پرواہ نہیں کرنی۔ آپؐ کے لئے جو غیرت اور محبت اور عشق ہمارے دلوں میں ہونا چاہئے اس کے مقابلے میں ہر دوسری چیز اور ہر دوسرا رشتہ اور ہر قسم کی غیرت جو بھی ہو اس کی کوئی حیثیت نہیں ہونی چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت ﷺ کی اتنی غیرت تھی کہ آپ معمولی سی زیادتی بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ آپ کو ایسی باتیں سن کر جس قدر غم اور تکلیف پہنچتی تھی وہ ناقابل بیان ہے۔ آپ ایسے شخص کی شکل بھی دیکھنا گوارا نہیں کرتے تھے جس نے آنحضرت ﷺ کے متعلق کوئی نازیبا بات کی ہو۔‘‘

(خطبہ جمعہ 10؍ دسمبر 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- خوب ہوتا (منظوم)
- اپنے اللہ سے تعلق اور تربیت اولاد
- سورۃ الرحمٰن اور الواقعہ کا تعارف
- حضرت میر مہدی حسین رضی اللہ عنہ۔ پٹیالہ

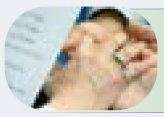

دربارِ خلافت

”چندہ ایویں تے نئیں ناں منگدا“

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت خیر دین صاحبؓ ولد مستقیم صاحب، جنہوں نے 1906ء میں بیعت کی فرماتے ہیں کہ مَیں نے (اپنے ایک خواب کا پہلے ذکر کیا اُس کے بعد کہتے ہیں) ایک اور یہ خواب دیکھا کہ آپ نے جمعہ عید کی طرح پڑھایا ہے (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جمعہ عید کی طرح پڑھایا ہے) خطبہ کرنے کے لئے ایک کمرہ ہے۔ قرآنِ شریف پکڑ کر آپ اُس کے اندر تشریف لے گئے۔ وہ کمرہ مسجد کے داہنے کونے میں ہے۔ آپ کے پیچھے چار سکھ بھی، جن کے کپڑے میلے کچیلے ہیں اور اُن کے پاس کوئی ہتھیار بھی معلوم ہوتا تھا مگر ظاہراً نظر نہیں آتا تھا، اندر داخل ہو گئے۔ اُس وقت میرے دل میں یہ بات گزری کہ یہ شاید حضرت اقدس پر حملہ کریں گے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپ کرسی پر بیٹھے ہوئے میز پر قرآنِ شریف رکھ کر پڑھ رہے ہیں اور وہ چار سکھ پاس بیٹھ کر قرآنِ شریف سن رہے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ باہر نکلے۔ اُس وقت اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ وہ اپنی آنکھوں کو پونچھتے آتے تھے۔ مجھے اُس وقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ اُن پر بہت رقت طاری ہوگئی ہے اور یہ مرید بن گئے۔ وہ روتے بھی ہیں اور پنجابی میں یہ الفاظ بھی کہتے ہیں کہ ”چندہ ایویں تے نئیں ناں منگدا“ گویا کہ وہ معتقد ہو گئے ہیں۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ جلد 7 صفحہ 161 از روایات حضرت خیر دین صاحبؓ)

حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؓ جنہوں نے 1901ء میں بیعت کی تھی بیان کرتے ہیں کہ 1902ء میں حضور کی کسی ایک تحریر کے اندر ”میری نبوت“ اور ”میری رسالت“ کے الفاظ تھے۔ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی تحریر انہوں نے پڑھی جس میں یہ لکھا ہوا تھا، یہ الفاظ تھے کہ ”میری نبوت“ اور ”میری رسالت“) کہتے ہیں اس کو دیکھ کر میری طبیعت میں قبض پیدا ہوئی (کہ یہ نبوت اور رسالت کو اس طرح واضح طور پر کیوں لکھا ہوا ہے؟) کہتے ہیں پھر مَیں نے کسی سے دو تین روز تک بات نہیں کی۔ آخر تیسرے دن مجھے الہاماً بتایا گیا کہ ”لَارَیۡبَ فِیۡہِ“۔ اب اس کے بعد (کہتے ہیں کہ اس الہام کے بعد) مَیں اودھ میں ملازمت کے سلسلے میں چلا گیا اور مطالعہ کا موقع ملا۔ اور خدا کے فضل سے علم میں اضافہ ہو کر وہ وقت آ گیا جب اللہ تعالیٰ قادیان لے آیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ جلد رجسٹر نمبر 11 صفحہ 256 از روایات حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؓ)

حضرت میاں عبدالرشید صاحبؓ (ان کا سن بیعت 1897ء ہے) بیان کرتے ہیں کہ مجھے بیعت کی تحریک اور حضرت والد صاحب کو تحریک ایک خواب کے ذریعہ سے ہوئی۔ (کہتے ہیں) مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضور ایک چارپائی پر لیٹے ہیں اور بہت بیمار ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کے پاس کھڑے ہیں جیسے کسی بیمار کی خبرگیری کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چارپائی سے آپ کے کندھے کا سہارا دے کر کھڑے ہوئے۔ اُس کے بعد اس حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لیکچر دینا شروع کر دیا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی

بقیہ صفحہ 3 پر

خوب ہوتا

دیارِ فانی میں ہر طرف سے ہی نوچ کھانے کو ہیں درندے
میں یہ حقیقت جو ابتدا میں ہی جان جاتا تو خوب ہوتا

شبِ فراقِ حبیب میں اے مرے خدایا! ترے ہی در پر
جبیں کو اپنی جو میں جھکاتا، تجھے بلاتا تو خوب ہوتا

دلوں پہ تالے، خرد پہ جالے، یہ کج نگاہیں، یہ سرد آہیں
جو معرفت کے دیے جلا کر میں نور پاتا تو خوب ہوتا

لطیف شکوہ تھا تیرے دل میں بھی ان کی نفرت کے بالمقابل
تُو مسکراتا، گلے لگاتا، محبتوں کے ہی گیت گاتا تو خوب ہوتا

صادق احمد لطیف۔ آئیوری کوسٹ

آج کی دعا

سَجَدَ وَجۡھِی لِلَّذِی خَلَقَہٗ وَشَقَّ سَمۡعَہٗ وَبَصَرَہٗ بِحَوۡلِہٖ وَقُوَّتِہٖ

(ترمذی أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ باب مَا يَقُولُ فِي سُجُودِ الْقُرْآن حدیث:۳۴۲۵)

ترجمہ: میرے چہرے نے اس ذات کو سجدہ کیا ہے جس نے اسے بنایا، اور اپنی خاص طاقت اور قدرت سے اسے سننے اور دیکھنے کی قوت عطا کی۔

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کے وقت قرآن کے سجدوں میں یہ دعا پڑھتے تھے۔

پھر ایک اور دعا یوں مذکور ہے

اَللّٰھُمَّ اکۡتُبۡ لِی بِھَا عِنۡدَکَ أَجۡرًا وَضَعۡ عَنِّی بِھَا وِزۡرًا وَاجۡعَلۡھَا لِی عِنۡدَکَ ذُخۡرًا وَتَقَبَّلۡھَا مِنِّی کَمَا تَقَبَّلۡتَھَا مِنۡ عَبۡدِکَ دَاوُدَ

(ترمذی أَبْوَابُ السَّفَرِ باب مَا يَقُولُ فِي سُجُودِ الْقُرْآنِ حدیث:۵۷۹)

ترجمہ: اے اللہ! اس کے بدلے تو میرے لیے اجر لکھ دے، اور اس کے بدلے میرا بوجھ مجھ سے ہٹادے، اور اسے میرے لیے اپنے پاس ذخیرہ بنالے، اور اسے مجھ سے تو اسی طرح قبول فرما جیسے تو نے اپنے بندے داؤد سے قبول کیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہا کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کے پاس آ کر عرض کیا: اللہ کے رسول! میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ میں ایک درخت کے پیچھے صلاۃ پڑھ رہا ہوں، میں نے سجدہ کیا تو میرے سجدے کے ساتھ اس درخت نے بھی سجدہ کیا، پھر میں نے اسے سنا، وہ کہہ رہا تھا (مندرجہ بالا دعا)۔

قرآن کریم میں جن آیات میں سجدہ آتا ہے ان میں مندرجہ بالا دعائیں بھی پڑھی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ بھی بعض دعائیں احادیث میں مذکور ہیں۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

اداریہ

اپنے اللہ سے تعلق اور تربیت اولاد

سورۃ الفاتحہ میں بیان صفات کی روشنی میں

(نوٹ: گزشتہ دنوں اپنی ایک بھتیجی عزیزہ سدرۃ المنتہٰی کی درخواست پر ایک تقریر خاکسار کے نوک قلم سے تیار ہوئی۔ اسی کو آج میں تانیث کے صیغوں کو تبدیل کرکے اداریہ کے طور پر اپنے قارئین کے

سب سے پہلے میں انتظامیہ کی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس مادیت کی دنیا میں جب دہریت کی طرف لوگوں کا میلان بڑھ رہا ہے اس اہم ٹاپک کو چنا جو یہ ہے کہ ”اللہ سے تعلق اور تربیت اولاد“

عنوان میں بیان دو حصوں کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے گویا یہ دونوں حصے لازم و ملزوم ہیں۔ اولاد کی تعلیم و تربیت کے لئے اپنے خالق حقیقی سے قریبی تعلق والدین کے لئے بھی ضروری ہے تا جن بچوں کی تعلیم و تربیت ہو رہی ہے وہ بھی اللہ سے اپنے تعلق کو نمایاں کرتے چلے جائیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو قرآن کریم کے آغاز پر سورۃ فاتحہ میں بیان فرمایا جو قرآن کریم کا خلاصہ کہلاتی ہے۔ ہم جب دنیا میں چھپنے والی کتب کا احاطہ کرتے ہیں تو کم و بیش ہر کتاب کے آغاز پر مصنف دیباچہ لکھتا ہے۔ جو Preface کہلاتا ہے۔ اور اس میں مصنف، کتاب لکھنے کا مقصد، اس کی اہمیت و افادیت کا ذکر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی آفاقی کتاب قرآن کریم کے آغاز پر سورت فاتحہ بیان کر کے اپنے وجود، کائنات کے رب کی اہمیت، اس کی عبادت کا حق ادا کرنے کا ذکر کیا ہے۔ اور اپنی 101 صفات میں سے بنیادی صفات الرحمٰن، الرحیم، مالک یوم الدین اور رب العالمین کا ذکر الحمد للہ کے اظہار سے باندھ دیا ہے۔

*الرحمٰن اور الرحیم اللہ تعالیٰ کی دو ایسی دو صفات ہیں۔ جو باقی تمام صفات پر حاوی ہیں۔ دونوں صفات کا منبع ”رحم“ ہے۔ الرحمٰن صفت میں اللہ تعالیٰ کی وہ عنایات آتی ہیں جو اس خدائے عزوجل نے انسان کو بغیر مانگے دی ہیں۔ جیسے ہوا، پانی، زمین و آسمان۔ جن کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور الرحیم صفت کے تحت وہ عنایات ہیں جو اللہ تعالیٰ انسان کو دعا کی قبولیت کے نتیجے میں ادا کرتا ہے۔ گویا یہ دو جلوے ہیں۔ اور یہی دو جلوے والدین بالخصوص ماں میں نظر آتے ہیں۔ جس کی بچہ دانی کے لئے جہاں بچہ 9 ماہ تک پرورش پاتا ہے رحم کا لفظ بولا جاتا ہے اور ماں کی طرف سے خاندان میں جو رشتے جنم لیتے ہیں ان کو بھی رحمی رشتے کہتے ہیں۔

جس طرح اللہ تعالیٰ، اپنی مخلوق جو اس کی اولاد کی طرح ہے کے ساتھ نرمی، شفقت اور پیار بھرا سلوک کرتا ہے تا وہ هَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ میں سے وہ راستہ چنے جو اللہ تعالیٰ کو ملاتا ہے۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے بسا اوقات سختی بھی کرتا ہے۔ اسے امتحان میں، آزمائش میں بھی ڈالتا ہے۔ تا وہ سیدھے راستے سے نہ بھٹکے۔ بعینہ ماں باپ بالخصوص ماں اپنے بچوں سے نرمی و محبت سے پیش آتے ہیں اور مادی غذا کے ساتھ ساتھ روحانی غذا بھی اس لئے دے رہے ہوتے ہیں کہ اپنے پیدا کرنے والے خدا سے تعلق قائم رہے۔ ہم بالعموم مشاہدہ کرتے ہیں کہ خدا کے ساتھ لگاؤ کا تعلق یا رشتہ اس وقت سے آغاز پا جاتا ہے جب بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے۔ جب ماؤں کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ ہوتی ہے کہ آنے والے مہمان کا تعلق خدا سے مضبوطی سے قائم ہونے والا ہو۔ اور رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَامًا ۝ کی دعائیں اس مضمون کی عکاسی کر رہی ہیں۔

پیدائش کے معاً بعد کسی نیک بزرگ اور اللہ والے لوگ سے بچہ کو پہلی غذا یعنی گڑتی دلوانا اور اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر دینا اس بات کی علامت ہے کہ اس نومولود کا اس بزرگ کی طرح اپنے اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق ہو۔ جس طرح وہ راتوں کو اٹھ کر تہجد ادا کرتا ہے یا عبادات بجا لاتا ہے، صدقے خیرات کرتا اور حقوق اللہ، حقوق العباد ادا کرتا ہے تا اللہ سے تعلق مربوط ہو ایسے ہی یہ نو زائیدہ اور اس کی ماں کا تعلق بھی اپنے رب سے مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جائے۔

ہم نے بارہا دیکھا ہے کہ بچہ نقل بہت جلد اتارتا ہے۔ اگر ماں نماز پڑھے گی تو وہ بھی ڈوپٹہ لے کر جائے نماز بچھا کر اللہ کی عبادت کے لئے معصوم شکلیں بنائے گا۔ یہی وہ بنیادی اینٹیں ہیں جو بچوں کے رجحان کو اللہ تعالیٰ کی طرف مائل کرتی ہیں۔

*رب کے معنی بھی پالنے کے ہیں۔ اللہ مربی ہے اور ہم سب مربّی۔ اس صفت کی اقتداء میں ہم والدین کو بھی مربی بن کر اولاد میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنی چاہیے۔ ہم اپنی اولاد کے پالنے میں روحانی غذا کی آمیزش کرتے رہیں اور اللہ تعالیٰ سے تعلق کی باتیں کریں تو لازماً یہ اللہ تعالیٰ سے تعلق کی گڑتی ساتھ کے ساتھ بچوں کی روحانی نشو و نما میں ویسے ہی اثر کرے گی اور خدا سے تعلق کو مضبوط کرے گی۔ جیسی بچپن میں ماں کا پلوایا دودھ جوانی میں ہڈیوں کی مضبوطی کا باعث بنتا ہے۔

*اس تعلق میں مالک یوم الدین کی صفت کو نہیں بھولنا چاہیے جس کی بچوں کو یاد دہانی انسان کو وفات تک اپنے اللہ کی طرف مائل رکھتی ہے۔ جس طرح والدین کا خوف بچوں کو راہ راست پر رکھتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ تنبیہ انسان کو قدم قدم پر اپنی طرف ملاپ، اس کی طرف جھکاؤ اور تعلق کی طرف جھکاتی ہے۔ اور انسان اياك نعبد و اياك نستعين کا نعرہ بلند کرتے ہوئے عاجزی سے اھدنا الصراط المستقیم کی آواز جب بلند کرتا ہے تو یہود و نصاریٰ کے راستے پر نہ چلنے کی نوید سنائی دیتی ہے۔ جس پر ہر مسلمان مرد اور خاتون کو الحمد للہ رب العالمین بار بار کہنے کا حکم ہے۔ تب نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ جس قدر انسان کا تعلق اللہ سے مضبوط ہو گا اس کی تحمید و تسبیح کی جائے گی۔ اس کی صفات کا پرتو بننے کی کوشش کی جائے گی۔ تو پھر ہماری گودوں میں ایسے بچے پلیں گے جو خدا تعالیٰ سے مضبوط تعلق رکھنے والے ہوں گے۔ اللہ ہم سب کو اپنے سے تعلق کو مضبوط و مربوط کرنے کی توفیق سے نوازتا رہے۔ آمین

(ابو سعید)

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

صداقت کے متعلق بیان تھا اور اس کے بعد خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تندرست ہو گئے ہیں اور آپ کا چہرہ پُر رونق ہو گیا۔ جس سے میں نے یہ تعبیر نکالی کہ اب اسلام حضرت صاحب (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کے ذریعہ سے دوبارہ زندہ ہو گا۔ چنانچہ اس خواب کے بعد پھر میں نے بیعت کر لی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ رجسٹر نمبر 11 صفحہ 28 از روایات حضرت میاں عبد الرشید صاحبؓ)

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں (ان کی بیعت 1903ء کی ہے۔ یہ حضرت اُمّ طاہر کے بھائی تھے) کہ میری عمر سات آٹھ سال کی ہو گی، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ گھر میں اس بات کا تذکرہ ہوا (یعنی اُس زمانے میں سات آٹھ سال کے بچے کی بھی اللہ تعالیٰ رہنمائی فرماتا تھا۔) کہتے ہیں گھر میں اس بات کا تذکرہ ہوا کہ کسی شخص نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور یہ کہ اس نے یہ خواب دیکھا ہے کہ کچھ فرشتے ہیں جو کالے کالے پودے لگا رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ طاعون کے پودے ہیں اور دنیا میں طاعون پھیلے گی اور یہ کہ میری آمد کی بھی یہ نشانی ہے۔ اس وقت ہم تحصیل رعیہ میں تھے۔ والد صاحب وہاں شفا خانے کے انچارج ڈاکٹر تھے۔ اسی عرصے کی بات ہے کہ مَیں نے ایک خواب دیکھا کہ کسی نے گھر میں آ کر اطلاع دی کہ نانا جان آ رہے ہیں۔ چنانچہ ہم باہر اُن کے استقبال کے لئے دوڑے۔ شفا خانے کی فصیل (یعنی ہسپتال کی دیوار) کے مشرق کی جانب کیا دیکھتا ہوں کہ بہلی میں نانا جان سوار ہیں، سبز عمامہ ہے اور بھاری چہرہ ہے۔ رنگ بھی گندمی اور سفید ہے اور داڑھی بھی سفید ہے۔ اور سورج نکلا ہوا ہے۔ مجھے فرماتے ہیں کہ میں آپ کو قرآن پڑھانے کے لئے آیا ہوں۔ اور انہی دنوں مَیں نے یہ خواب بھی دیکھا کہ رعیہ کی مسجد ہے اور اُس کے دروازے پر ”لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ“ لکھا ہوا ہے لیکن جہاں تک مجھے یاد ہے، اُس کے الفاظ مدھم تھے۔ امام الزمان آتے ہیں۔ مسجد میں داخل ہوتے ہیں، (یہ نظارہ دیکھا کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہے لیکن الفاظ مدھم ہیں۔ اُس کے بعد پھر نظارے میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لاتے ہیں، مسجد میں داخل ہوتے ہیں) مَیں بھی ساتھ جاتا ہوں، مسجد کی صفیں ٹیڑھی ہیں۔ آپ ان صفوں کو درست کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں ہم اُس زمانے میں احمدی نہیں ہوئے تھے۔ اُس زمانے میں اس بات کا عام چرچا تھا کہ مسلمان برباد ہو چکے ہیں اور تیرھویں صدی کا آخر ہے اور یہ وہ زمانہ ہے جس میں حضرت امام مہدی تشریف لائیں گے اور ان کے بعد حضرت عیسیٰ بھی تشریف لائیں گے۔ (مسلمانوں میں جو عام تصور پایا جاتا تھا کہ عیسیٰ اور مہدی دو علیحدہ علیحدہ شخص ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس بات کا بڑا چرچا تھا۔) چنانچہ حضرت والدہ صاحبہ اُس مہدی اور عیسیٰ کی آمد کا ذکر بڑی خوشی سے کیا کرتی تھیں کہ وہ زمانہ قریب آ رہا ہے اور یہ بھی ذکر کیا کرتی تھیں کہ چاند گرہن اور سورج گرہن کا ہونا بھی حضرت مہدی کے زمانے کے لئے مخصوص تھا اور وہ ہو چکا ہے۔ آگے لکھتے ہیں ممکن ہے کہ یہ خوابیں اس بچپن میں شنیدہ باتوں کے اثر کے ماتحت خواب کی صورت نظر آتی ہوں لیکن واقعات یہ بتلاتے ہیں کہ وہ مہدی اور مسیح کے آنے کا عام چرچا اور یہ خوابیں جو بڑوں چھوٹوں کو اُس زمانے میں آیا کرتی تھیں (اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی ہوا چلی تھی کہ بچوں اور بڑوں سب کو آیا کرتی تھیں۔) آنے والے واقعات کے لئے بطور آسمانی اطلاع کے تھیں۔ (چنانچہ یہ پورا خاندان حضرت سید ڈاکٹر عبد الستار شاہ صاحب کا احمدی ہوا اور اخلاص و وفا میں بڑی ترقی کی۔)

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ رجسٹر نمبر 11 صفحہ 142-143 بقیہ روایات حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ)

(خطبہ جمعہ 28 دسمبر 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

عائشہ چودھری۔جرمنی

سورۃ الرحمٰن اور الواقعہ کا تعارف

از حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

سورۃ الرحمٰن

یہ سورت ابتدائی مکی دور میں نازل ہوئی تھی۔ بسم اللہ سمیت اس کی اناسی آیات ہیں۔

اس سورت میں انسان اور قرآن کریم کے متعلق دو الگ الگ محاورے استعمال فرمائے گئے ہیں۔ قرآن کے متعلق خَلَق کا کہیں کوئی ذکر نہیں لیکن انسان کے لئے خَلْق کا ذکر ہے۔ پس اس سورت پر غور نہ کرنے کے نتیجہ میں ازمنۂ وسطیٰ میں بعض مسلمان، قرآن کو مخلوق مانتے رہے اور بعض غیر مخلوق۔ اور اس وجہ سے ان مسلمانوں میں بہت ہی قتل و غارت ہوئی۔

اس سورتِ کریمہ میں ایک میزان کا بھی ذکر ہے اور بیان فرمایا گیا ہے کہ تمام آسمان میں ایک توازن دکھائی دے گا اور دراصل ہر رفعت اسی توازن کی محتاج ہوتی ہے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کے مومن بندے بھی ہمیشہ اس توازن کی حفاظت کریں گے اور عدل کے خلاف کبھی کوئی بات نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو بھی عظیم رفعتیں عطا فرمائے گا۔

اس کے بعد جنّ و انس کو مخاطب کرکے اس بات کی بکثرت تکرار ہے کہ تم دونوں آخر خدا کی کس کس نعمت کا انکار کروگے۔ اور اسی تعلق میں جنّ و انس کی پیدائش کا فرق بھی بیان فرمایا کہ جنّ کو آگ کے شعلوں سے پیدا کیا گیا۔ فی زمانہ جنّ کے لفظ کی مختلف تشریحات کی جاتی ہیں لیکن یہاں جنّ کی ایک تشریح یہ ہے کہ وائرس (Virus) اور بیکٹیریا (Bacteria) بھی جنّات ہیں جو ابتدائے آفرینش میں آسمان سے گرنے والی آتشیں ریڈیائی لہروں کے نتیجہ میں پیدا ہوئے۔ فی زمانہ اس بات پر تمام سائنسدان متفق ہو چکے ہیں کہ بیکٹیریا یا اور وائرسز (Viruses) براہ راست آگ سے توانائی پاکر وجود پکڑتے ہیں۔

پھر انسان کے متعلق ایک ایسی پیشگوئی فرمائی گئی جو عظیم الشان حکمت اور تخلیق کے گہرے رازوں سے پردہ اٹھاتی ہے۔ گیلی مٹی سے انسان کے پیدا کرنے کا تصور تو پچھلی سب کتابوں میں موجود ہے لیکن کھنکتی ہوئی ٹھیکریوں سے انسان کا پیدا کیا جانا ایک ایسا تصور ہے جو قرآن مجید سے پہلے کسی کتاب نے بیان نہیں کیا۔ یہاں تفصیل کا موقع نہیں لیکن سائنسدان جانتے ہیں کہ تخلیق کے دوران ایک ایسی منزل بھی آئی جب ضروری تھا کہ تخلیقی مادوں کو بجنے والی ٹھیکریوں کی صورت میں خشک کر دیا جائے۔ اور پھر سمندر نے واپس اس خشک مادے کو اپنی لہروں میں لپیٹ لیا اور انسان کی کیمیائی ترقی کا ایسا سفر شروع ہوا جس میں انسان کی تخلیق کے لئے یہ ضروری کیمیا بار بار اپنے ابتدائی دور کی طرف نہ لوٹیں۔ پھر یہ پیشگوئی فرمائی گئی کہ اللہ تعالیٰ دو سمندروں کے درمیان حائل حد فاصل کو ختم کر دے گا اور وہ ایک دوسرے سے مل جائیں گے۔

پھر ایک اور آیت کریمہ ایسی ہے جو قرآن کی وحی کے زمانہ میں کسی انسان کے تصور میں نہیں آسکتی تھی۔ انسان میں تو گز دو گز اونچی چھلانگ کی بھی طاقت نہیں تھی۔ کون سوچ سکتا تھا کہ بڑے لوگ بھی اور چھوٹے لوگ بھی اَقْطَارُالسَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کو پھلانگنے کی کوشش کریں گے۔ اس کوشش کا آغاز انسان کے چاند تک پہنچنے سے ہو چکا ہے اور اس سے بلند تر سیاروں تک پہنچنے کی کوشش جاری ہے۔ لیکن قرآن کریم کی پیشگوئی ہے کہ انسان سُلطان یعنی عظیم الشان استدلال کے سوا کائنات کی سرحدوں کو نہیں پھلانگ سکتا اور جب بھی جسمانی طور پر پھلانگنے کی کوشش کرے گا اس پر آگ اور پگھلا ہوا تانبا برسایا جائے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جب تک سائنس دان اجرامِ فلکی کی سنگ باری سے بچنے کے لئے تمام امکانی دفاعی تدابیر اختیار نہ کریں وہ راکٹس میں بیٹھ کر فضائی سفر نہیں کرسکتے۔

جہنم کے تمثیلی بیان کے ذکر کے بعد پھر جنت کا تمثیلی بیان شروع ہوتا ہے۔ قارئین کو متنبہ رہنا چاہئے کہ ہر گز اس بیان کا ظاہری مطلب لینے کی کوشش نہ کریں۔ یہ تمام تر ایک تمثیلی زبان ہے۔ اس پر غور کرنے سے اہل فکر کو عرفان کے نئے نئے موتی عطا ہو سکتے ہیں۔ ورنہ ان کا دماغ بہکتا پھرے گا اور کچھ بھی حاصل نہ ہو گا سوائے جنت کے ایک مادی تصور کے جس میں بہت سی باتوں کا کوئی حل انہیں معلوم نہ ہو سکے گا۔

پس اللہ تعالیٰ کا نام بے حد برکتوں والا ہے۔ اس کی برکات کا شمار ممکن نہیں۔ وہ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام ہے۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 973-974)

سورۃ الواقعہ

یہ سورت ابتدائی مکی دور میں نازل ہوئی اور بسم اللہ سمیت اس کی ستانوے آیات ہیں۔

اس سورت کے آغاز میں بیان فرمایا گیا ہے کہ گزشتہ سورت جو عظیم الشان پیشگوئیاں کر رہی ہے وہ لازماً پوری ہو کر رہنے والی ہیں۔ بالخصوص مرنے کے بعد جی اٹھنے کی خبریں اس سورت میں بیان فرمائی گئی ہیں جو لازماً وقوع پذیر ہوں گی۔

اس کے بعد اسلام کے دورِ اوّل میں قربانی کرنے والوں اور دورِ آخر میں قربانی کرنے والوں کا موازنہ فرمایا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو اوّل دور میں دین کے لئے قربانیاں پیش کریں گے اور آخری دور میں قربانیاں پیش کریں گے ان میں سے بکثرت آپس میں قربانیوں میں مشابہ ہوں گے اور انہیں ایک جیسے درجات عطا کئے جائیں گے۔ لیکن اوّل دور کے بہت سے قربانیاں کرنے والوں کو قربانیوں میں اور ایثار میں بعد میں آنے والوں پر عدد اور رتبہ کے لحاظ سے فوقیت حاصل ہو گی۔ لیکن بعد کے دور میں بھی کچھ ضرور ہوں گے جنہیں رتبہ کی وہ فضیلتیں عطا ہوں گی جو پہلے دور والوں کو عطا کی گئیں۔

پھر دونوں اَدوار کے بدنصیبوں کا بھی ذکر ہے جن کو بائیں طرف والے قرار دیا گیا ہے اور بائیں طرف والوں سے مراد بد لوگ ہیں اور ان کی وہ صفات بیان کی گئی ہیں جو ان کو جہنمی بنائیں گی۔

پھر اس سورت میں تمثیلی طور پر اہلِ جہنم کا ذکر بھی ہے اور اہل جنت کا بھی اور یہ بات خوب واضح فرما دی گئی ہے کہ تم ہرگز اس مادی جسم کے ساتھ دوبارہ نہیں اٹھائے جاؤ گے بلکہ ایسی تبدیل شدہ خلقت کی صورت میں اٹھائے جاؤ گے جس کا تم تصور بھی نہیں کرسکتے۔

آیت 61-62 میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری نشأۃ اُخریٰ کے وقت جس صورت میں تمہیں از سرِ نو زندہ کرے گا اس کا تمہیں کوئی بھی علم نہیں۔ غور طلب بات یہ ہے کہ بظاہر تو اس کا علم دیا جارہا ہے؟! دراصل یہ تنبیہ ہے کہ ظاہری الفاظ کو من و عن نہ سمجھ لینا۔ یہ محض تمثیلات ہیں اور حقیقت کا تم کوئی علم نہیں رکھتے۔

پھر چار ایسے امور بیان ہوئے ہیں جن پر اگر غور کیا جائے تو ہر غیر متعصب کا دل یہ ضرور پکار اٹھے گا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی یہ چیزیں بنانے پر قادر نہیں۔ اوّل وہ مادہ جس سے انسان کی پیدائش کا آغاز ہوا ہے اور اس میں بے انتہا پیچیدار ایسی باریک در باریک صفات کو جمع کر دیا گیا ہے جنہوں نے بعد میں ظہور پذیر ہونا تھا مثلاً آنکھ، کان، ناک، منہ، گلا، آلۂ صوت وغیرہ کو یہاں تک ہدایتیں دی گئی ہیں کہ کس حد تک ایک عضو نشوونما پائے گا اور پھر کس وقت وہ نشوونما بند ہونی ضروری ہے۔ دانتوں ہی کو لیجئے۔ دودھ کے دانت ایک وقت کے بعد ظاہر ہوتے ہیں پھر وہ ایک مدت تک رہ کر گر جاتے ہیں اور بچپن کے دور میں جو بچے دانتوں کی صحت کا خیال نہیں رکھ سکتے اس کے بد اثر سے ان کو محفوظ کر دیا جاتا ہے، پھر بلوغت کے دانت ہیں جس کے بعد انسان ذمہ دار ہے کہ ان کی حفاظت کرے۔ وہ ایک حد تک بڑھ کر رک کیوں جاتے ہیں؟ کیا چیز ہے جو ان کو آگے بڑھنے سے روک دیتی ہے؟ یہ انسان کے DNA میں ایک کمپیوٹرائزڈ (Computerized) پروگرام ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے تابع وہ دانت عمل کرتے ہیں۔ سائنس دان بتاتے ہیں کہ جس رفتار سے وہ گھس رہے ہوتے ہیں کم و بیش اسی رفتار سے وہ بڑھ رہے ہوتے ہیں۔ اگر بڑھتے چلے جاتے اور روکنے کا نظام نہ ہوتا تو انسان کے نیچے کے دانت دماغ پھاڑ کر سر سے بہت اوپر تک نکل سکتے تھے اور اوپر کے دانت جبڑے پھاڑ کر چھاتی کو ناکارہ بنا سکتے تھے۔ تو فرمایا کہ کیا تم نے یہ جینیاتی صلاحیتیں خود بنائی ہیں؟ ظاہر ہے کہ جواب نفی میں ہے۔

اسی طرح بظاہر انسان سمجھتا ہے کہ ہم نے زمین میں بیج بوئے ہیں۔ لیکن زمین سے ان بیجوں کے درختوں اور سبزیوں اور پھلوں کی صورت میں نکلنے کا نظام بھی ایک بے حد پیچیدہ نظام ہے جو از خود پیدا نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح اس ساری زندگی کو سہارا دینے کے لئے جو آسمان سے پانی نازل ہوتا ہے اس کے نظام پر بھی انسان کا کوئی دخل نہیں۔ اور وہ شعلہ جس پر سوار ہو کر انسان آسمان پر جانے کی سعی کرتے ہیں یہ بھی اللہ کی تقدیر کے تابع کام کرتا ہے ورنہ وہی آگ ان کو بلندیوں تک پہنچانے کی بجائے بھسم کرسکتی تھی۔ اس ضمن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آسمان پر اڑنے والے جہازوں کے متعلق یہ پیشگوئی موجود ہے کہ وہ آگ سے چلنے والی سواریاں ہوں گی مگر وہ آگ ان مسافروں کو جو اُن میں بیٹھیں گے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی۔

پھر ''مواقع النجوم'' کو گواہ ٹھہرایا گیا۔ اُس زمانہ کا انسان تو سمجھتا تھا کہ نجوم چھوٹے چھوٹے چمکنے والے موتی یا پتھر ہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تمہیں علم ہو کہ وہ چھوٹے چھوٹے سے نظر آنے والے نجوم ہیں کیا چیز تو تم دنگ رہ جاؤ کہ یہ نجوم تو اتنے بڑے بڑے ہیں کہ چاند اور سورج اور زمین اور سیارے بھی ان نجوم کے ایک کنارے میں سما سکتے ہیں۔ پس فرمایا یہ بہت بڑی گواہی ہے جو ہم دے رہے ہیں۔

ان گواہیوں کے بعد یہ فرمایا گیا کہ قرآن کریم بھی ایک چھپی ہوئی کتاب ہے۔ جیسے ستارے دُور ہونے کی وجہ سے تمہاری نظر سے پوشیدہ ہیں اسی طرح قرآن کریم کی رفعتوں کو بھی تمہاری نظر نہیں پا سکتی اور تم اسے چھوٹی سی کتاب دیکھتے ہو۔ اور پھر یہ بھی فرمایا گیا کہ بظاہر تو تم اسے چھو بھی سکتے ہو کیونکہ تم اس کے اتنے قریب ہو کہ اسے ہاتھ بھی لگا سکتے ہو لیکن سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کسی کے دل کو پاک کرے وہ اس کے مضامین کو نہیں چھو سکتا۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 983-984)

غلام مصباح بلوچ۔ استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا

تعارف صحابہ کرامؓ

حضرت میر مہدی حسین رضی اللہ عنہ۔ پٹیالہ

حضرت میر مہدی حسین صاحب رضی اللہ عنہ سید کھیڑی (Saidkari) نزد راجپورہ ریاست پٹیالہ کے رہنے والے تھے۔ اندازاً 1864ء میں پیدا ہوئے اور 1894ء میں بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے جس کے کچھ عرصہ بعد ہجرت کر کے قادیان آگئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خاص خدمت کا موقع پایا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے ابتدائی تعارف کے متعلق آپ بیان فرماتے ہیں:

''میں نے 1885ء میں عبد الکریم خان ساکن چمارو (یکے از 313 کبار صحابہ۔ ناقل) کے پاس کتاب سرمہ چشم آریہ دیکھی، اس کے اشعار کو بڑے وجد سے پڑھا اور حضور کے حالات معلوم ہوئے، میں نے نتیجہ نکالا پنجاب میں کوئی مولوی ہے جو اسلام کو غلبہ دینا چاہتا ہے۔ میں ان دنوں شیعہ تھا بیعت وغیرہ سے اپنے تئیں مستثنیٰ سمجھتا تھا اس کے بعد 1890ء یا 1891ء میں جب حضور کا دعویٰ شائع ہوا میں نے عبد الکریم خان ساکن چمارو کو ایک خط لکھا کہ جس شخص کو تم پیشوا سمجھتے ہو وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ میں آسمان سے نازل ہوا کیا تم اس پر یقین رکھتے ہو مجھے سمجھاؤ۔ اس کا کوئی جواب نہ ملا اس لیے میں رخصت حاصل کر کے اس کے مکان پر گیا اور یہی مطالبہ کیا کہ مجھے سمجھاؤ، عبد الکریم خان نے قرآن مجید ثبوت میں پیش کیا کہ قرآن مجید آسمان پر جانے کا انکار کرتا ہے اور یہ عقیدہ سرے سے غلط ہے اور جس نے آنا ہے وہ اسی دنیا سے ہوگا میں نے کہا قرآن شریف کی کوئی آیت پڑھو مان لوں گا۔ اس نے کہا تیس آیتیں موجود ہیں میں نے کہا صرف تین ہی کافی ہیں اگر ایکی آیت ثابت کرے تو وہ کافی ہے۔ اس نے ازالہ اوہام میں سے آیت لے کر پڑھی وَ مَنۡ نُّعَمِّرۡہُ نُنَکِّسۡہُ فِی الۡخَلۡقِ ؕ اَفَلَا یَعۡقِلُوۡنَ ﴿۶۹﴾ میں نے اس آیت کو سن کر کہا کہ بے شک آسمان پر جانا غلط ثابت ہوتا ہے اور میرا عقیدہ اب کسی کے آسمان پر جانے کا نہیں رہا۔ میں نے عبد الکریم خان سے کتاب مانگی اس نے کہا کتاب نہیں دے سکتاہاں کتاب لیکر تمہارے گھر آ کر لوگوں کو سناؤں گا تیسرے روز میرے مکان پر کتاب لے کر آگئے میں نے اُن سے کہا کوئی مقام ہمارے دوستوں اور مخالفوں کو سناؤ۔ چنانچہ کچھ حصہ کتاب کا سنایا...... میں نے ایک خواندہ بزرگ سے پوچھا کہ کیا تم اس شخص کی تصدیق کرتے ہو۔ انھوں نے کہا مولویوں کے برخلاف ہے جب مولوی نہیں مانتے ہم کیوں مانیں؟ میں نے کہاایسے مولویوں پر ہزار لعنت جو قرآن کریم کی بات سے انکار کریں اور اپنے مولویوں کی بات کو مقدم کریں......''

(سیرت احمد صفحہ 107،108 از حضرت قدرت اللہ سنوری صاحبؓ۔ مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ، دسمبر 1962ء)

اس کے بعد آپ حضرت اقدس علیہ السلام کے دعویٰ کے متعلق تحقیق میں لگے رہے، اس سلسلے میں حضرت چودھری فتح محمد سیال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''میر مہدی حسین صاحب ایک گاؤں حسین خان والہ (ضلع قصور۔ ناقل) میں 1894ء میں مقیم تھے۔ انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کے متعلق فکر وغور کر رہا تھا کہ میں نے حسین خان والہ کے لوگوں سے دریافت کیا کہ اس علاقہ میں کوئی مرزائی ہے۔ لوگوں نے آپ کے والد صاحب چودھری نظام الدین صاحب سیال کا نام لیا کہ وہ مرزائی ہے۔ یہ معلوم ہونے پر میں اُن سے ملنے اور بعض امور احمدیت کے متعلق دریافت کرنے کے لیے گیا۔ ان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کے متعلق دریافت کیا اور گفتگو ہوتی رہی۔ میر مہدی حسین صاحب نے فرمایا گفتگو سے مجھے تسلی نہ ہوئی۔ چودھری صاحب کو میرے ایمان نہ لانے پر حیرت تھی اور مجھے ان کے ایمان لانے پر گھبراہٹ تھی۔ میں واپس حسین خان والہ چلا گیا اور چند ماہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق میرا سینہ صاف کر دیا اور میرا دل یقین سے بھر دیا۔''

(الفضل 23 اپریل 1942ء صفحہ 4)

آپ کی تفصیلی روایات رجسٹر روایات صحابہ میں محفوظ ہیں۔ آپ ایک نیک، مخلص اور متوکل علی اللہ بزرگ تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کا نام اپنے 313 کبار صحابہ مندرجہ کتاب ''انجام آتھم'' میں 167ویں نمبر پر درج فرمایا ہے۔ 1901ء میں ہجرت کر کے قادیان آگئے اور خادم المسیح کی حیثیت سے مختلف خدمتوں کی توفیق پائی۔ آپ بیان کرتے ہیں:

''..... سات سال کے عرصہ سے اس جگہ مقیم ہوں .... میرے ساتھ کوئی بجز منکوحہ بیوی کے نہ آیا۔ مجھے کوئی نہ جانتا تھا کہ یہ کون شخص ہے۔ نہ زر پاس، نہ کوئی ہنر نہ بخت یاور۔ جنگلوں میں اکیلا بیٹھ کر دعائیں کرتا رہا کہ اے ارحم الراحمین میں صرف تیرے لیے اس مقام باکرام پر بود و باش کرنا چاہتا ہوں، کوئی ہو یا نہ ہو..... ایک ماہ سے زیادہ عرصہ تک دریائے بیاس پر جو اِس جگہ سے بیس کوس کے فاصلہ پر ہے، مقیم رہا اور دعا میں لگا رہا۔ آخر قادیان آنے پر دوپہر کے وقت میں نے چارپائی پر پڑے ہوئے دیکھا کہ ایک آہنی ہاتھ نے جس کی کلائی نہایت نازک تھی، مجھے پشت کی جانب سے آ کر بازو سے پکڑ لیا۔ میں نے پھر کر دیکھا تو ہاتھ غائب ہو گیا۔ مجھے اس قدر خوشی ہوئی کہ غم بھول گیا.... میں چاہتا تھا کہ حضرت امام علیہ السلام کے زیر تربیت کام کروں سو وہ مجھے فضل خدا سے میسر ہے..... امام علیہ السلام کی صداقت کے نشانات جس قدر میں نے اس جگہ رہ کر دیکھے وہ لاتعداد ہیں اور ذرہ ذرہ میرا اُن کا گواہ ہے....''

(الحکم 18 مارچ 1908ء صفحہ 5)

آپ کو بحیثیت مہتمم کتب خانہ حضرت اقدسؑ بھی خدمت کی توفیق ملی، کتاب نزول المسیح کے آخر پر اسی حوالے سے آپ کا لکھا ہوا ایک نوٹ شامل ہے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بیان کرتے ہیں:

''ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کاپی میں یا پروف میں بعض دفعہ کوئی غلطی رہ جاتی ہے جو میرے خیال میں نہیں آتی اور میر مہدی حسین کی نظر پڑ جاتی ہے تو وہ میرے پاس لے آتے ہیں اور دکھاتے ہیں اور ساتھ ہی بطریق ادب یہ بھی کہتے ہیں کہ شاید مجھے ہی غلطی لگ گئی ہے مگر حضورؑ ملاحظہ فرمالیں، اگر مناسب ہو تو اسے درست کر دیں۔''

(ذکر حبیب صفحہ 136۔ خلافت جوبلی ایڈیشن)

حضرت میاں عبد العزیز مغل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''قادیان کا واقعہ ہے کہ ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد مبارک کی چھت پر تشریف فرما تھے۔ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم بھی موجود تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مہمانوں کے لئے پرچ پیالیاں منگوائی ہوئی تھیں۔ میر مہدی حسین صاحب مرحوم سے وہ گر گئیں اور چکنا چور ہوگئیں۔ مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم نے عرض کیا کہ حضور آواز آئی ہے، معلوم ہوتا ہے کہ میر مہدی حسین صاحب سے پرچیں ٹوٹ گئی ہیں۔ فرمایا: میر صاحب کو بلاؤ۔ میر مہدی حسین صاحب ڈرتے ہوئے سامنے آئے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا میر صاحب کیا ہوا ہے؟ انھوں نے عرض کیا حضور! ٹھوکر لگنے سے پیالیاں گر کر ٹوٹ گئی ہیں۔ اس پر فرمایا کہ دیکھو جب یہ گری تھیں تو ان کا آواز کیسا اچھا تھا۔''

(الفضل 12 دسمبر 1942ء صفحہ 3)

آپ ایک اچھے شاعر تھے، آپ کی متعدد نظمیں سلسلہ کے پرانے لٹریچر میں دیکھنے کو ملتی ہیں۔

اخبار الحکم 13،20 اپریل 1898ء صفحہ 4 پر آپ کی دو فارسی نظمیں شائع شدہ ہیں۔

خدایا شکر ہے تیرا کہ مجھ کو قادیاں لایا
مسیحائے زماں مہدی دوراں تو نے دکھلایا

(الحکم 31 جولائی 1901ء صفحہ 12)

لے چل وہاں جہاں ہے مسیحا خدا مجھے
اُس کے سوا کہیں نہیں ملتی دوا مجھے

(الحکم 17 جنوری 1901ء صفحہ 1)

آپ کی نظم بعنوان ''بلاغ لقوم عابدین''

اک شور جو دنیا میں مذاہب کا پڑا ہے
ظاہر ہے ظہور احمد مرسل کا ہوا ہے

(الحکم 17 ستمبر 1904ء صفحہ 9)

حضرت مولوی عبد الکریم سیالکوٹیؓ کی وفات پر نظم (الحکم 17 اکتوبر 1905ء صفحہ 10)

آپ کی فارسی نظم ''المنارۃ البیضاء'' (فاروق 26 اپریل 1917ء صفحہ 8)

بقیہ صفحہ 8 پر

عاطف وقاص ٹورنٹو کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں

سبق نمبر 34

ضمیر موصولہ

اس سے پہلے وضاحت کی جاچکی ہے لیکن ایک بار پھر یاد دہانی کے لئے وضاحت کی جارہی ہے کہ ضمیر کو انگریزی گرائمر میں پروناؤن Pronoun کہتے ہیں۔ضمیر موصولہ سے مراد وہ الفاظ ہوتے ہیں جو کسی اسم کی حالت بیان کرتے ہیں اور دو فقرات کو جوڑنے کا کام کرتے ہیں۔مثالیں دیکھتے ہیں۔

آپ کے دوست جو بچوں کے ڈاکٹر ہیں مجھے ملے تھے۔ یہاں جو دوست کا احوال بیان کر رہا ہے یعنی کون سا دوست تھا۔

وہ کتاب جو کل چوری ہوگئی تھی مل گئی۔ان دونوں مثالوں میں جو ضمیر موصولہ ہے جو نہ صرف کتاب، اور دوست کا پتہ دیتا ہے بلکہ دو فقرات کو جوڑتا ہے۔اب ضمیر موصولہ کی مختلف حالتیں دیکھتے ہیں۔جیسا کہ پہلے بتایا ہے کہ یہ پروناؤن ہے اور آپ جانتے ہیں کہ پروناؤن کے تین کیسز ہوتے ہیں جنہیں اردو میں حالتیں کہتے ہیں۔اسی طرح اردو اور انگریزی میں واحد اور جمع سے بھی پروناؤن یا ضمیر کی شکل بدلتی ہے تو ان شکلوں کو بھی جاننا ضروری ہے۔ جیسے واحد کے لئے میں اور جمع کے لئے ہم استعمال ہوتا ہے۔

ضمیر موصولہ کی مختلف حالتیں یہ ہیں۔

حالت فاعلی، واحد (Subjective Case): جو (حرف نے کے ساتھ) جس نے۔

یعنی جب جو فاعل کی حیثیت سے کام کرتا ہے تو وہ یا تو جو ہوتا ہے یا جس نے۔

جو محنت کرتا ہے وہ کامیاب ہوجاتا ہے۔جس نے والدین کی خدمت کی اس نے اس کا اجر پایا۔پس ان دونوں فقرات میں ضمیر موصولہ یعنی جو، اور جس نے فاعل ہیں یعنی Subject اور واحد ہیں۔

حالت فاعلی، جمع (Subjective Case): جو (نے کے ساتھ) اور جنھوں نے۔

یعنی جب جو فاعل کی حیثیت سے کام کرتا ہے اور جمع ہوتا ہے تو وہ یا تو جو ہوتا ہے یا جنھوں نے۔

جو عورتیں اپنے بچوں کی اچھی تربیت کرتی ہیں وہ خوش قسمت ہوتی ہیں جنھوں نے دین کو دنیا پر مقدم رکھا وہ کامیاب ہوگئے۔

ان دونوں مثالوں میں جو اور جنھوں نے فاعل ہیں اور جمع ہیں۔پس جمع کے ساتھ جو کی فاعلی حالت جنھوں نے ہے۔

حالت مفعولی، واحد (Objective Case): جس کو یا جسے

یہ تو آپ جانتے ہیں کہ ہم ضمیر موصولہ پر بات کر رہے ہیں جسے انگریزی میں Determiner Pronoun کہتے ہیں۔اور آپ کو یاد رکھنا ہے کہ پروناؤن کے کیسز یعنی مختلف حالتیں ہوتی ہیں۔اب ہم مثالیں دیکھتے ہیں۔

آئفل ٹاور وہ مشہور جگہ ہے جس کو دیکھنے کے لئے لاکھوں سیاح ہر سال پیرس جاتے ہیں۔

اسلام وہ زندہ مذہب ہے جسے حضرت محمد ﷺ نے پیش کیا۔

حالت مفعولی، جمع (Objective Case): جن کو یا جنھیں۔

مثالیں دیکھتے ہیں:

وہ بچے سکول آسکتے ہیں جن کو یا جنہیں کووڈ ویکسینیشن کی دو خوراکیں دی جاچکی ہیں۔

وہ لڑکیاں جن کو انعامات دیے گئے بہت خوش تھیں۔

یہ وہ دکانیں ہیں جنہیں خالی کرایا جارہا ہے۔

ان مثالوں میں آپ نے غور کیا ہوگا کہ مذکر اور مونث دونوں کے لئے جن کو یا جنہیں ہی استعمال کیا گیا۔

حالت اضافی، واحد مذکر (Possessive Case) جس کا، **حالت اضافی، واحد مونث (Possessive Case)** جس کی

یعنی جب کوئی چیز کسی کی ملکیت ظاہر کرتی ہو اور وہ چیز واحد بھی ہو یعنی ایک شخص یا چیز وغیرہ ہو اور مذکر بھی ہو جیسے لڑکا، بکرا، ہسپتال، شہر وغیرہ تو جس کا استعمال ہوگا۔ جیسے یہ وہ لڑکا ہے جس کا باپ ایک ڈاکٹر ہے۔اس فقرے میں باپ مذکر اور واحد ہے۔ ایک اور مثال دیکھیں۔ یہ لڑکا ہے جس کی سائیکل گم گئی ہے۔تو سائیکل کیونکہ واحد مونث ہے اس لئے جس کا استعمال نہیں ہوا بلکہ جس کی آیا ہے۔

یہ وہ ہسپتال ہے جس کا نام بہت مشہور ہے۔مثال وہ دی گئی ہے جس کی اصل بات سے کوئی مماثلت ہی نہیں۔تو ان دو مثالوں میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ہسپتال واحد مذکر ہے اس لئے جس کا استعمال ہوا جبکہ لفظ مثال مونث ہے اس لئے جس کی استعمال ہوا۔

حالت اضافی، جمع مذکر (Possessive Case): جن کا

حالت اضافی، جمع مونث (Possessive Case): جن کی

یہاں بھی فرق صرف جمع کا۔ اگر وہ چیزیں جن کی ملکیت ظاہر کرنی ہے مذکر ہوں گی تو جن کا استعمال ہوگا۔ جیسے وہ عورتیں جن کا زیور چوری ہوگیا تھا۔ وہ مرد جن کا نام فہرست میں شامل نہیں۔ پھر دیکھیں۔ وہ خواتین جن کی کتابیں ارسال کی گئیں۔ وہ مرد جن کی درخواستیں نمٹا دی گئیں۔ وغیرہ ان مثالوں میں زیور مذکر ہے جبکہ فہرست، کتابیں اور درخواستیں مونث اس لئے جن کا اور جن کی کا فرق واضح ہے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

عقل ناقص جہالت سے بڑھ کر نقصان رساں ہے۔مثل مشہور ہے نیم مُلّا خطرہ ایمان۔ ناقص عقل تکذیب اور توہین کی طرف جلدی کرتی ہے۔ غرض تو دوسرا نشان عقل رکھا ہے۔تیسرا نشان جو خدا نے مقرر کیا ہے وہ تائیداتِ سماویہ ہے۔جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اس کے ساتھ ضروری ہوتا ہے کہ تائیداتِ سماویہ بھی ہوں۔اس کے اور اس کے غیر میں ایک فرقان ہوتا ہے۔جس سے غیر کو شناخت کرسکتے ہیں کیونکہ جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر نہیں آتا اور جس کا تعلق خدا تعالیٰ کے ساتھ نہیں ہے اس کو وہ نور اور فرقان نہیں دیا جاتا۔اس فرقان میں ظاہر اور باطن کے برکات ہوتے ہیں اور دانشمند انسان قوتِ شاقہ سے تمیز کرلیتا ہے کہ اس کے ساتھ تائیداتِ سماویہ ہیں۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 195 ایڈیشن 2016ء)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معنی

عقل: خرد، سمجھ، فہم، دانش، وہ قوت جس کے وسیلے سے انسان برے بھلے کی تمیز اور دقائق اشیا کو حل کرے reasoning/rationality

ناقص: ادھورا، نامکمل، ناتمام، وہ جس میں کچھ کمی رہ جائے، عیب دار، داغ دار، بد، کھوٹا، غیر خالص، نکما، ناکارہ، خراب، غیر مفید، بے مصرف، نادرست، غیر صحیح، کچا، خام، ناپختہ۔غیر متناسب، وہ جس میں تعدیل و تناسب نہ پایا جائے۔

جہالت: ان پڑھ ہونا، بے علمی، بے تعلیمی، ناواقفیت، بے وقوفی، نادانی۔

نقصان رساں: نقصان پہنچانے والا، تکلیف دینے والا، مضر۔

نیم: آدھا، نصف، اَدھ؛ ادھورا۔

نیم مُلّا خطرہ ایمان: کم علم شخص دوسروں کے ایمان کو بھی خطرے میں ڈال دیتا ہے۔

تکذیب: جھٹلانا

توہین: بے عزتی کرنا۔

تائیدات: تائید کی جمع، خدا تعالیٰ کی مدد اور حمایت۔

سماویہ: آسمانی، فلکی، علوی، ملکوتی، روحانی، نہایت لطیف و پاکیزہ، ربانی، خدائی، روحانی، مقدس، الہامی۔

فرقان: حق و باطل میں فرق کرنے والا، وہ چیز جو سچ اور جھوٹ میں تمیز کرے۔ کلام اللہ، قرآن کریم۔

غیر کو شناخت کرنا: ایک چیز جو دوسری چیز سے متضاد خصوصیات رکھتی ہو اسے پہچان لینا۔ جیسے آگ اور پانی کی خصوصیات میں جو فرق ہے اسے پوری طرح سمجھ جانا۔

نور: روشنی، فہم و ادراک، بصیرت، عقل، معاملہ فہمی کی اعلیٰ صلاحیتیں۔علوم۔

ظاہر و باطن کے برکات: مادی اور روحانی، دینی و دنیاوی علوم کی گہری بصیرت۔

دانشمند: عقل مند، عالم۔

قوتِ شاقہ: سونگھنے کی صلاحیت۔یعنی دانش مند انسان سچائی کو، خدا کے مامور کو انتہائی کم وقت میں شناخت کرلیتا ہے۔ جیسے انسان کسی شے کی حقیقت کو محض سونگھ کر کہ جان لے اسے چھونے اور چکھنے کی ضرورت نہ پڑے یعنی طویل بحث اور دلائل کی اسے ضرورت نہیں پڑتی۔اس میں ایک لطیف نکتہ یہ بھی ہے کہ دانا انسان کو ایسے حواس عطا ہوتے ہیں کہ اسے خداوالوں سے ایک خوشبو آتی ہے اور وہ اس کے ذریعے اس کو شناخت کرلیتا ہے۔

مظفر احمد شہزاد

ذکر الٰہی

ارشاد باری تعالیٰ

تُسَبِّحُ لَہُ السَّمٰوٰتُ السَّبۡعُ وَالۡاَرۡضُ وَمَنۡ فِیۡہِنَّ ؕ وَاِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِہٖ وَلٰکِنۡ لَّا تَفۡقَہُوۡنَ تَسۡبِیۡحَہُمۡ

(بنی اسرائیل :45)

ترجمہ:۔ اللہ ہی کی تسبیح کرتے ہیں سات آسمان اور زمین اور جو کچھ بھی ان میں ہے اور فی الحقیقت کوئی بھی ایسی چیز نہیں جو خدا تعالیٰ کی تسبیح نہ کر رہی ہو لیکن تم لوگ ان تسبیحوں کو سمجھتے نہیں۔

فرمان رسول

حضور نبی اکرم ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا: کیا میں تمہارے سب سے بہتر اور تمہارے رب کے نزدیک سب سے پاکیزہ اور سب سے بلند درجے والے کام کی تمہیں خبر دوں؟ وہ کام تمہارے لیے سونا چاندی خرچ کرنے سے بہتر ہے وہ کام تمہارے لیے اس سے بہتر ہے کہ تم (میدان جنگ میں) اپنے دشمن سے ٹکراؤ، وہ تماری گردنیں کاٹیں، اور تم ان کی۔صحابہؓ نے عرض کیا جی ہاں (یارسول اللہ ﷺ ضرور بتایئے) آپ ﷺ نے فرمایا! وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

(سنن الترمذی کتاب الدعوات عن رسول اللہ)

کیا کوئی محبوب کا نام گن کر لیا کرتا ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: انبیاء علیھم السلام اور کاملین لوگ جن کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا ذوق ہوتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے عشق میں فنا شدہ ہوتے ہیں انہوں نے گنتی نہیں کی اور نہ اس کی ضرورت سمجھی اہل حق تو ہر وقت خدا کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ ان کے لئے گنتی کا سوال اور خیال ہی بیہودہ ہے۔ کیا کوئی اپنے محبوب کا نام گِن کر لیا کرتا ہے؟ .... ایک عورت کا قصّہ مشہور ہے کہ وہ کسی پر عاشق تھی اس نے ایک فقیر کو دیکھا کہ وہ تسبیح ہاتھ میں لیے ہوئے پھیر رہا ہے۔ اس عورت نے اس سے پوچھا کہ تو کیا کر رہا ہے اس نے کہا کہ میں اپنے یار کو یاد کرتا ہوں۔ عورت نے کہا کہ یار کو یاد کرنا اور پھر گِن گِن کر؟ درحقیقت یہ بات بالکل سچی ہے کہ یار کو یاد کرنا ہو تو پھر گن گن کر کیا یاد کرنا ہے اور اصل بات یہی ہے کہ جب تک ذکر الٰہی کثرت سے نہ ہو وہ لذت اور ذوق جو اس ذکر میں رکھا ہے حاصل نہیں ہوتا۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 13-14)

ذکر الٰہی سے مراد یہ نہیں کہ تسبیح پکڑ لے بلکہ ذکر سے مراد یہ ہے کہ ہر ایک کام شروع کرتے وقت اس کو اس بات کا دھان ہو کہ آیا یہ کام خدا تعالیٰ کی مرضی کے خلاف تو نہیں۔ جب اس طرح انسان کامل بن جاتا ہے تو خدا اس کا بن جاتا ہے اور حسب ولی المومنین اس کو ہر موقعہ پر غموم وہموم سے بچاتا ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم ص461)

ذکر کی مجالس

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کچھ بزرگ فرشتے گھومتے رہتے ہیں اور اُنہیں ذکر کی مجالس کی تلاش رہتی ہے، جب وہ کوئی ایسی مجلس پاتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہو تو وہاں بیٹھ جاتے ہیں اور پروں سے اس کو ڈھانپ لیتے ہیں، ساری فضا ان کے اس سایہ برکت سے معمور ہو جاتی ہے جب لوگ اس مجلس سے اٹھ جاتے ہیں تو وہ بھی آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ وہاں اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ سب کچھ جانتا ہے، کہاں سے آئے ہو؟ وہ جواب دیتے ہیں، ہم تیرے بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو تیری تسبیح کر رہے تھے، تیری بڑائی بیان کر رہے تھے، تیری عبادت میں مصروف تھے اور تیری حمد میں رطب اللسان تھے اور تجھ سے دعائیں مانگ رہے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ اس پر فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ تجھ سے تیری جنت مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اِس پر کہتا ہے، کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں، نہیں اے میرے ربّ اُنہوں نے تیری جنت دیکھی تو نہیں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے اُن کی کیا کیفیت ہو گی اگر میری جنت کو دیکھ لیں۔ پھر فرشتے کہتے ہیں، وہ تیری پناہ چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس پر کہتا ہے وہ کس چیز سے میری پناہ چاہتے ہیں؟ فرشتے اِس پر کہتے ہیں، تیری آگ سے وہ پناہ چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے، کیا انہوں نے میری آگ دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں، دیکھی تو نہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان کا کیا حال ہوتا اگر وہ میری آگ کو دیکھ لیں۔ پھر فرشتے کہتے ہیں، وہ تیری بخشش طلب کرتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ کہتا ہے، میں نے انہیں بخش دیا اور انہیں وہ سب کچھ دیا جو انہوں نے مجھ سے مانگا، اور میں نے ان کو پناہ دی جس سے انہوں نے میری پناہ طلب کی۔ اس پر فرشتے کہتے ہیں، اے ہمارے ربّ! ان میں فلاں غلط کار شخص بھی تھا، وہ وہاں سے گزر رہا تھا اور ان کو ذکر کرتے ہوئے دیکھ کر تماش بین کے طور پر ان میں بیٹھ گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میں نے اس کو بھی بخش دیا کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم اور بد بخت نہیں رہتا۔

(مسلم کتاب الذکر باب فضل مجالس الذکر)

جانور تو خدا کا ذکر کریں اور میں سو رہوں

حضرت شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک قافلہ کے ساتھ سفر کر رہا تھا۔ صحرا میں سفر کرنے والے قافلوں کی روایت کے مطابق ہمارا کارواں ساری رات سفر کرتا رہا اور صبح کے آثار ظاہر ہوئے تو آرام کے لیے مناسب مقام پر پڑاؤ کیا۔ سب مسافر سونے کی تیاری کرنے لگے لیکن ایک شخص نے اچانک نعرہ مارا اور تیزی سے صحرا کی طرف روانہ ہوگیا۔ دن چڑھے وہ واپس آیا تو میں نے پوچھا کہ میاں! یہ تیرا کیا حال ہوا؟ مجھے تو تیری حرکت بہت ہی عجیب لگی۔ اس شخص نے جواب دیا تم نے نہیں دیکھا کہ سپیدہ صبح نمودار ہوتے ہی چرند پرند خدا کی حمد و ثناء میں نغمہ سرا ہو گئے بلبلیں باغوں میں، چکور پہاڑوں پر مینڈک پانی میں اور چوپائے جنگل میں شور کر رہے ہیں۔ پس مجھے یہ بات مروت سے بعید معلوم ہوئی کہ جانور تو خدا کی یاد میں مشغول ہوں اور میں پڑ کر سو رہوں۔

(حکایات گلستان سعدی)

ساری کائنات خدا کی حمد کرتی ہے:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ساری کائنات بھری ہوئی ہے خدا کی حمد اور تسبیح کرنے والوں سے .... ہواؤں میں بھی ہیں، خشکی کے اوپر بھی، زمین پر چلنے والوں میں بھی اور سمندر کی گہرائیوں تک بھی ہیں اور دن رات وہ جلوہ افروزیاں ہو رہی ہیں۔

(خطبات طاہر جلد 9 ص743)

ایک دفعہ سان فرانسسکو میں بعض لوگوں نے جو بہت بڑے بڑے امیر تھے انہوں نے فیصلہ کیا کہ ہم ہاؤس بوٹ میں رہا کریں زیادہ مزا آئے گا یعنی جس طرح کشمیر میں رواج ہے کہ ڈھل جھیل میں کشتیوں کے گھر بنے ہوئے ہوتے ہیں اس کو ہاؤس بوٹ (House Boat) کہتے ہیں۔ انہوں نے بہت عظیم الشان عیاشی کے تمام سامانوں سے مرصع کر کے ایسے کشتیوں کے گھر بنائے اور ان میں رہنے لگے۔ ان کو چین نصیب نہ ہوا کیونکہ ساری رات اتنی خوفناک آوازیں آتی تھیں کہ دل دہل جاتے تھے۔ اور آوازوں کی قسمیں ایسی تھیں جس سے وہ سمجھتے تھے کہ شاید بجلی والوں نے جو کیبلز بچھائی ہیں ان سے مقناطیسی لہریں اٹھتی ہیں جو بعض دفعہ دوسروں سے ٹکرا کر یہ آواز پیدا کرتی ہیں، بعضوں کا خیال تھا کہ سیورج والوں نے اس طریق پر گندا پانی قریب سے گزارا ہے کہ اس سے یہ گونج پیدا ہو رہی ہے۔ چنانچہ مختلف مقدمے بن گئے، کوئی بجلی کی کمپنی پہ بن گیا، کوئی کمیٹی پہ بن گیا کہ تم نے سیورج غلط طریقے سے گزارا ہے اس سے ہماری نیند حرام ہوگئی ہے۔ یہ ابھی مقدمے چل ہی رہے تھے کہ ایک سائنسدان نے تحقیق کی اور اس کی وجہ معلوم کر لی۔ اس علاقے میں ایک خاص قسم کی مچھلی پائی جاتی ہے جو سارا دن خاموش رہتی ہے اور ساری رات آوازیں نکالتی ہے اور ان آوازوں کے ذریعے مچھلیاں ایک دوسرے کو رات کو پیغام دے رہی ہوتی ہیں کہ ہم یہاں ہیں یہاں آجاؤ۔ چنانچہ اس نے اسی قسم کی آواز ریکارڈ کی یعنی خود بنا کر اور سمندر کے اندر ایک لاؤڈ سپیکر جس پر پانی اثر نہیں کرتا تھا وہ لٹکایا اور کیمرے مقرر کئے جو اس کی تصویریں کھینچیں۔ جب وہ وہی آواز نکالتا تھا تو اس لاؤڈ سپیکر کے گرد بڑی تیزی کے ساتھ وہ مچھلیاں حملہ کر کے آتی تھیں اور اس وقت پتہ چلا کہ یہ ہیں آواز نکالنے والی مچھلیاں۔

(خطبات طاہر جلد 9 ص739-740)

دنیا کے کام کرتے ہوئے بھی ذکر الٰہی کر سکتے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں کالج میں پرنسپل تھا تو جب امتحان کے پرچے بھجوائے جاتے تھے تو کوئی سو دستخط کرنے ہوتے تھے اچھے پندرہ بیس منٹ لگ جاتے تھے ایک کلرک تیز کام کرنے کے لئے پاس کھڑا ہوا اور ورقے الٹتا تھا مجھے خیال آیا میں نے اسے کہا کہ دیکھو میں ساتھ ساتھ تحمید اور تسبیح بھی کرتا ہوں جو آسانی سے سو، ڈیڑھ سو دفعہ ہو جاتی ہے۔ دستخط بھی کرتا جاتا ہوں۔ دستخط کرتے وقت سبحان اللہ کہنا دستخط کرنے میں روک تو نہیں وہ تو مسل (Muscle) کی عادت ہے کرتا ہے بڑی تیزی سے۔ میں اپنے دستخط کرتا ہوں تو تم بھی ذکر کرو، تم اپنا وقت کیوں ضائع کر رہے ہو تم ورقے الٹا رہے ہو ساتھ تسبیح و تحمید پڑھو۔ اب مجھے تعداد یاد نہیں لیکن جس وقت دستخط ختم ہو گئے تو وہ کلرک مجھے کہنے لگا کہ آپ نے تو عجیب نسخہ بتایا میں اتنی دفعہ سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمۡدِہٖ سُبۡحَانَ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ۔ پڑھ چکا ہوں اور وہ بڑا خوش اور ایکسائیٹڈ (Excited) تھا کہ اس وقت اس پہ کوئی دھیلہ خرچ نہیں آتا۔ ایک منٹ آپ کی زندگی کا زائد خرچ نہیں ہوتا۔ دنیا کا کوئی کام ایسا نہیں کہ اگر آپ خدا تعالیٰ کو وہ کام کرتے ہوئے یاد رکھیں تو اس کام میں نقص پیدا ہو جائے۔ ہے ہی کوئی نہیں۔ صرف عادت کی بات ہے۔ عادت ڈالیں اور اللہ تعالیٰ کے زیادہ سے زیادہ پیار کو حاصل کریں۔

(خطبات ناصر جلد 8 صفحہ401)

یہ دعا ہمیشہ کرنی چاہئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: صرف ظاہری تسبیح پھیرنا ذکرِ الٰہی پر دلالت نہیں کرتا بلکہ دل و دماغ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں، فضلوں کی سمت کو سامنے رکھ کر اس طرح اللہ کو یاد کرے کہ تقوٰی پیدا ہو .... یہ دعا ہمیشہ کرنی چاہئے کہ اے اللہ! ہم ہمیشہ تیرے عبادت گزار اور ذکر کرنے والے رہیں تا کہ دین و دنیا میں بھی ذلیل اور رُسوا نہ ہوں اور آخرت کے عذاب سے بھی بچے رہیں۔

(خطباتِ مسرور جلد 6 صفحہ 398-399)

ابن ایف آر بسل

سات آسمانوں کی طرح سات زمینیں

اَللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الۡاَرۡضِ مِثۡلَہُنَّ ؕ یَتَنَزَّلُ الۡاَمۡرُ بَیۡنَہُنَّ لِتَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۬ۙ وَّاَنَّ اللّٰہَ قَدۡ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عِلۡمًا ﴿۱۳﴾

(الطلاق:13)

یعنی خدا تعالیٰ نے آسمانوں کو سات پیدا کیا اور ایسا ہی زمینیں بھی سات ہی پیدا کیں اور ان سات آسمانوں کا اثر جو بامر الٰہی ان میں پیدا ہوا ہے سات زمینوں میں ڈالا تا کہ تم لوگ معلوم کرلو کہ خدا تعالیٰ ہر ایک چیز بنانے پر اور ہر ایک انتظام کرنے پر اور رنگارنگ کے پیرائیوں میں اپنا کام دکھلانے پر قدرت تامہ رکھتا ہے اور تا تمہارے علوم وسیع ہو جائیں اور علوم وفنون میں تم ترقی کرو اور ہیئت اور طبعی اور طبابت اور جغرافیہ وغیرہ علوم تم میں پیدا ہو کر خدا تعالیٰ کی عظمتوں کی طرف تم متوجہ کریں اور تم سمجھ لو کہ کیسے خدا تعالیٰ کا علم اور اس کی حکمت کاملہ ہر شئے پر محیط ہو رہی ہے

(بحوالہ تفسیر مسیح موعود جلد 8 صفحہ 170)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سورۃ الطارق کے تعارفی نوٹ میں فرماتے ہیں ’’جہاں قرآن کریم میں بارہا سات آسمانوں کا ذکر ہے وہاں یہ بھی فرمادیا گیا کہ سات آسمانوں کی طرح زمینیں بھی سات پیدا فرمائی گئی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ کس طرح ان زمینوں پر بسنے والوں پر وحی کا نزول ہوا اور کن کن اندھیروں سے ان کو نجات بخشی گئی سر دست کائنات کی جستجو کرنے والے سائنسدانوں کی اس مضمون کے آغاز تک بھی رسائی نہیں ہوئی لیکن جیسا کہ بارہا ثابت ہو چکا ہے قرآنی علوم ایک کوثر کی طرح لامتناہی ہیں اور آئندہ زمانہ کے سائنسدان یقیناً ان علوم کی کسی حد تک اطلاع پائیں گے۔‘‘

ہفت اقلیم

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ’’اور سات زمینوں سے مراد زمین کی آبادی کے سات طبقے ہیں جو نسبتی طور پر بعض بعض کے تحت واقع ہیں اور کچھ بیجانہ ہوگا کہ اگر ہم دوسرے لفظوں میں ان طبقات سبعہ کو ہفت اقلیم کے نام سے موسوم کر دیں

لیکن ناظرین اس دھوکہ میں نہ پڑیں کہ جو کچھ ہفت اقلیم کی تقسیم ان یونانی علوم کی رو سے ہو چکی ہے جس کو اسلام کے ابتدائی زمانہ میں حکماء اسلام نے یونانی کتب سے لیا تھا وہ بکلی صحیح اور کامل ہے کیونکر اس جگہ تقسیم سے مراد ہماری ایک صحیح تقسیم مراد ہے جس سے کوئی معمورہ باہر نہ رہے اور زمین کی ہر ایک جزو کسی حصہ میں داخل ہو جائے ہمیں اس سے کچھ غرض نہیں کہ اب تک یہ صحیح اور کامل تقسیم معرض ظہور میں آئی یا نہیں بلکہ صرف یہ غرض ہے کہ جو خیال اکثر انسانوں کا اس طرف رجوع کر گیا ہے کہ زمین کو سات حصہ پر تقسیم کیا جائے یہ خیال بھی گویا ایک الہامی تحریک تھی جو الٰہی تقسیم کے لئے بطور شاہد ہے۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام بحوالہ تفسیر مسیح موعود جلد 8 صفحہ 170، 171)

FERMI HART PARADOX

This refers to the high probability estimates of the existence of extraterrestrial civilizations. The basic points of arguments are that there are billions of stars in the galaxy that are similiar to the sun and maybe these stars are billions year older than the solar system and with high probability some of these stars have earth like planets and if the Earth is typical some may have developed intelligent life.

کئی ہیئت دان زمینی زندگی کے باہر امکانی زندگی پر کام کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اس سلسلہ میں Fermi paradox کو کافی اہمیت حاصل ہے

اس سے مراد اعلیٰ امکانات کا تخمینہ ہے جو زمینی آبادی سے باہر زندگی کی موجودگی کا پتہ دیتی ہے جس کے بنیادی دلائل میں ہے کہ ہماری کہکشاں میں ہمارے سورج (ستارے) کی طرح اربوں ستارے موجود ہیں جو ہمارے نظام شمسی سے کروڑوں سال پہلے کے ہیں اور قریب القیاس ہے کہ ان ستاروں کے اپنے زمین کی طرح اجرام ہوں گے اور اگر زمین مثالی ہے تو کسی نے ذہین زندگی پیدا کر لی ہو گی اس سے سات زمینوں کا سراغ بھی مل جاتا ہے (کیونکہ سات سے مراد متعدد زمینیں ہیں)

بہر حال حتمی طور پر یہ معمہ ابھی حل طلب ہے جس پر ہیئت دان ریسرچ کرتے ہوئے نظر آرہے ہیں

Multiple Universes or Multiverse

ہماری کائنات 13.8 بلین سال پرانی ہے اور دوربین کی مدد سے 90 بلین نوری سال تک observable known universe ہے ایک امریکی فلاسفر نے Multiverse کی اصطلاح ایجاد کی ہے جس کا مطلب ہے بہت سی کائناتیں

یقیناً معین طور پر سائنس دان سورۃ طلاق میں مذکور 7 زمینیں بھی تلاش کر لیں گے۔ وما توفیقھم الا باللہ

ایک ٹھوس حقیقت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’یہ ایک فیصلہ شدہ بات ہے کہ اگر علم سائنس یعنی طبعی خدا تعالیٰ کے عمیق کاموں پر احاطہ کر لے تو پھر وہ خدا ہی نہیں جس قدر انسان اس کی باریک حکمتوں پر اطلاع پاتا ہے وہ انسانی علم اس قدر بھی نہیں کہ جیسے ایک سوئی کو سمندر میں ڈبویا جائے اور اس میں کچھ سمندر کی پانی کی تری باقی رہ جائے‘‘

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 282)

بقیہ: حضرت میر مہدی حسینؓ...... از صفحہ 5

از صفحہ 5

خادم ہوں میں مسیح علیہ السلام کا
روح القدس غلام ہے جس کے کلام کا

(فاروق 9/ مئی 1918ء صفحہ 2)

حضرت مصلح موعودؓ کے سفر لندن سے مراجعت پر آپ کی ایک نظم شائع ہوئی۔

(الحکم 14/ دسمبر 1924ء صفحہ 4)

نظموں کے علاوہ بعض مضامین بھی پڑھنے کو ملتے ہیں۔ ایک مرتبہ آپ کے ایک استاد نے جو کہ شیعہ تھے، کربلائے معلیٰ سے آپ کو خط لکھا کہ اس جگہ ضرور آنا چاہیے جس کے جواب میں آپ نے نہایت ایمان افروز خط لکھا جو اخبار الحکم 18/ مارچ 1908ء صفحہ 4-5 پر شائع شدہ ہے۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے لیے بطور مصحح بھی کام کیا تھا، ایک مرتبہ آپ نے اخبار الفضل میں صحت آیات کے متعلق ایک مختصر مضمون ارسال فرمایا۔ (الفضل 25/ فروری 1914ء صفحہ 13) پھر زمین کابل کی حالت زار کے متعلق آپ کا ایک مضمون اخبار الحکم 14، 7 اپریل 1925ء صفحہ 8-9 پر شائع شدہ ہے۔

اکتوبر 1934ء میں آپ آنریری مبلغ کی حیثیت سے ایران تشریف لے گئے، اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے قلم سے چند ہدایات تحریر فرما کر دیں جو تاریخ احمدیت جلد 6 صفحہ 226 پر شائع شدہ ہیں۔ آپ نے 31/ اگست 1941ء کو وفات پائی، اخبار الفضل نے اعلان وفات دیتے ہوئے لکھا: ’’یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ حضرت میر مہدی حسین صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے 313 صحابہ میں سے تھے، آج دوپہر بعمر 75 سال وفات پا گئے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بذریعہ تار اطلاع دی گئی، حضور نے مقبرہ بہشتی میں دفن کرنے کی اجازت بذریعہ فون فرمائی۔ بعد نماز عشاء حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے باغ میں قریباً چار سو کے مجمع سمیت نماز جنازہ پڑھائی اور مرحوم کو مقبرہ بہشتی کے قطعہ خاص صحابہ میں دفن کیا گیا۔ احباب بلندی درجات کے لیے دعا کریں۔‘‘

(الفضل 2/ ستمبر 1941ء صفحہ 2)

آپ کی وفات پر محترم شیخ محمد احمد مظہر صاحب نے لکھا:

مہدی حسین سیّد از خادمانِ مہدی
آں ماہر کتابت، آں مصحّح ہنرور
ہر گہ قرار گاہش دار القرار آمد
اجر عظیم مومن 13تاریخ گفت مظہر

(الفضل 28/ اکتوبر 1941ء صفحہ 2)

آپ کی اہلیہ اولیٰ کا نام حضرت امۃ الرحیم صاحبہ تھا جن کی صحتیابی کے متعلق الہام اور اس کی تفصیل کا ذکر حضور علیہ السلام نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں نشان نمبر 169 پر فرمایا ہے۔ اس اہلیہ نے 12/ نومبر 1908ء کو وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئیں۔ آپ کی اہلیہ ثانی کی وفات کی خبر اخبار الفضل 20/ جنوری 1945ء صفحہ 1 پر ’’افسوس جناب میر مہدی حسین صاحب مرحوم ومغفور کی بیوہ صاحبہ کا آج پانچ بجے شام انتقال ہوگیا، انا للہ۔‘‘ کے الفاظ میں درج ہے۔

آپ کے بیٹوں میں سید عبد الباسط صاحب، سید باقر شاہ صاحب اور سید عبد الغفور عطاء صاحب کا علم ہوا ہے۔ سید عبد الباسط صاحب (وفات: 23/ اپریل 1967ء) کو نائب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ خدمت کی توفیق ملی۔

احمد عدنان ہاشمی۔ نمائندہ الفضل آن لائن، کینیا

کینیا کے نیانزہ (Nyanza) ریجن کی جماعت ہولو (Holo) میں مسجد کے سنگ بنیاد کی مبارک تقریب

مکرم ومحترم فہیم احمد لکھن صاحب مبلغ سلسلہ نیانزہ ریجن، کینیا تحریر کرتے ہیں:

ہولو (HOLO) کسیان (Kisian) سے بونڈو (Bondo) جانے والی سڑک پر کسیان اور کمبیوا (Kombewa) کے درمیان واقع ایک چھوٹا سا قصبہ ہے جو کسومو (Kisumu) ویسٹ ڈسٹرکٹ کا نیا ہیڈکوارٹر ہونے کی وجہ سے دن بدن ترقی کر رہا ہے۔ سرکاری دفاتر کے ساتھ ساتھ یہاں پرائیویٹ اداروں کے دفاتر اور رہائش گاہیں تعمیر ہو رہی ہیں اس علاقے میں احمدیت کا نفوذ سال 2000ء کے شروع میں ہوا تھا اللہ تعالیٰ کے فضل سے کمبیوا میں جماعت کی مسجد اور معلم ہاؤس ہے اور چھوٹی بڑی تقریباً پانچ جماعتیں اس کے ساتھ منسلک ہیں۔ ہولو میں جماعت کی بنیاد 2006ء میں پڑی اور ابتداء میں یہاں کے احباب کمبیوا مسجد میں نماز جمعہ وغیرہ ادا کرتے تھے بعد میں یہاں کرایہ کے مکان میں نماز سنٹر اور معلم صاحب کی رہائش کے لیے انتظام کیا گیا اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے مسجد اور معلم ہاؤس کے لیے قصبہ کے بالکل وسط میں 60فٹ لمبا اور 40فٹ چوڑا ایک پلاٹ خریدا گیا ہے۔ یہ پلاٹ مکرم ومحترم فہیم احمد لکھن صاحب مربی سلسلہ انچارج کسومو ریجن اور ان کی فیملی نے خریدا ہے، اور اب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے ان کا خاندان ہی اپنے والد محترم جناب چوہدری سعید احمد صاحب لکھن مرحوم ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر پاکستان ریلوے کی یاد میں مسجد اور معلم ہاؤس تعمیر کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ ذٰلك فضل اللّٰه

مکرم ومحترم جناب امیر ومشنری انچارج صاحب، کینیا مولانا طارق محمود ظفر صاحب نے مکرم فہیم احمد صاحب لکھن مربی سلسلہ کی درخواست پر 25دسمبر، 2021ء بروز ہفتہ یہاں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اس سے قبل یہاں ایک بکرا صدقہ کیا گیا جس کے بعد مکرم امیر صاحب نے بنیاد میں پہلی اینٹ نصب کی پھر۔ مکرم فہیم احمد صاحب لکھن مربی سلسلہ اور مکرم شریف محمود اندمولی معلم کمبیوا نے اینٹیں رکھیں بعدہ ایک بچی عزیزہ صبیحہ احمد لکھن بنت مکرم فہیم احمد لکھن صاحب واقفہ نو نے لکھن فیملی کی نمائندگی میں اور واقفہ نو کی حیثیت سے بھی اینٹ رکھی جس کے بعد مقامی احباب نے باری باری اینٹیں نصب کرنے کی سعادت حاصل کی جس کے بعد مکرم امیر صاحب نے دعا کرائی اور یہ مبارک تقریب ختم ہوئی۔ اس مسجد کی لمبائی 26فٹ اور چوڑائی 21فٹ ہوگی اور اس کے ساتھ مردوں اور خواتین کے لیے الگ

الگ وضو وغیرہ کا انتظام کرنے کے علاوہ معلم ہاؤس بھی تعمیر کیا جائے گا اور پانی و بجلی نیز ایم ٹی اے کی سہولت بھی مہیا ہوگی۔ ان شاءاللّٰہ

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کی تعمیر کو جماعت کی تقویت اور اہل علاقہ کی ہدایت کا موجب بنائے امین

رپورٹ: فرخ شبیر لودھی۔ نمائندہ الفضل آن لائن، لائبیریا

لائبیریا کے شہر گانٹا میں احمدیہ کلینک کا افتتاح

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے متبعین سے یہ عہد لیا کہ ہر ایک عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔ اسی عہد بیعت کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر ایک احمدی اپنی ذاتی حثیت میں اور نظام جماعت کے ماتحت خدمت خلق بجالانے کی کاوشوں میں مصروف رہتا ہے۔ خدمت انسانیت کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1970ء میں نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم کا اجراء فرمایا جس کا مقصد افریقی ممالک میں پائی جانے والی تعلیمی وطبّی محرومیوں کا ازالہ کرنا تھا۔ آغاز سے اب تک سینکڑوں ڈاکٹرز اور اساتذہ خدمت انسانیت کے جذبہ سے سرشار ہوکر اپنی زندگیاں وقف کرتے ہوئے مختلف ممالک میں خدمات سرانجام دے چکے ہیں اور یہ سلسلہ تاحال جاری وساری ہے۔

محض خدا تعالیٰ کے فضل سے حال ہی میں جماعت احمدیہ لائبیریا کو اسی بابرکت سکیم کے تحت ایک نئے کلینک کے افتتاح کی سعادت حاصل ہوئی۔ الحمدللّٰہ علیٰ ذلك۔

یہ کلینک آبادی کے لحاظ سے ملک کے دوسرے بڑے شہر گانٹا (نمبا کاؤنٹی) میں قائم ہوا ہے جو ملکی دار الحکومت منرو ویا سے قریباً 323 کلومیٹر کے فاصلہ پر شمال میں واقع ہے اور جنوب میں اس کی سرحد ہمسایہ ملک گنی سے جا ملتی ہے۔

مؤرخہ 4 دسمبر 2021 کو اس کے افتتاح کی باقاعدہ تقریب منعقد کی گئی۔ سہ پہر 3 بجے مکرم نوید احمد عادل صاحب امیر ومشنری انچارج لائیبریا کی زیر صدرات تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کی سعادت استاذ مرتضیٰ پاساوے صاحب کو حاصل ہوئی۔ تلاوت قران کریم کے بعد Hon. Amos G.Suah میئر گانٹا شہر کو دعوت خطاب دی گئی جس میں انھوں نے تمام شاملین تقریب کو خوش آمدید کہتے ہوئے جماعت احمدیہ کی لائیبریا کے لئے مختلف خدمات کو سراہا اور بالخصوص گانٹا شہر میں تعمیر ہونے والے سٹی ہال میں جماعت کی کنٹریبیوشن اور مختلف کمیونٹیز میں ہیومینٹی فرسٹ کے تعاون سے لگائے جانے والے واٹر پمپس پر شکریہ ادا کیا۔

اس موقع پر مکرم محمد زکریا صاحب مبلغ انچارج نمبا کاؤنٹی نے مختصراً جماعت احمدیہ کا تعارف بھی پیش کیا۔

مکرم ڈاکٹر محمود احمد صاحب ڈاکٹر انچارج احمدیہ کلینک گانٹا نے نصرت جہاں سکیم کا تعارف کروانے کے بعد کلنیک میں میسر طبی سہولیات پر بریفنگ دیتے ہوئے بتایا کہ یہ کلینک 24 گھنٹے آپ کی خدمت کے لئے کھلا ہے۔ اس میں بنیادی ضرورت کے تمام لیب ٹیسٹ کے ساتھ ساتھ الٹراساؤنڈ اور میٹرنیٹی کی سہولت بھی موجود ہے۔ سب سے اہم اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ پہلی مرتبہ اس علاقہ کے لوگوں کے لئے امراض قلب کی تشخیص کے لئے EKG/ECG بھی کی جاسکے گی۔ احمدیہ کلینک گانٹا کل 13 بیڈز پر مشتمل مردانہ، زنانہ وارڈ کے ساتھ پرائیویٹ روم کی سہولت سے بھی لیس ہے۔ الحمد للّٰہ

اس تعارف کے بعد چند دیگر معزز شاملین تقریب کو بھی دعوت خطاب دی گئی جن میں سب سے پہلے ممبر آف پارلیمنٹ کے نمائندہ Mr. Shakie A.Brown سٹیج پر تشریف لائے۔ انہوں نے جماعت احمدیہ کی لائبیریا کے لئے تعلیمی وطبی خدمات کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | GET IT ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

خواہش کا اظہار کیا کہ جماعت احمدیہ آئندہ چند سالوں میں اس کلینک کو ایک بڑے ہاسپٹل میں تبدیل کر کے اس علاقہ کے لوگوں کو بطور تحفہ پیش کرے نیز ایک یونیورسٹی کا بھی قیام عمل میں لا کر اس علاقہ کی تعلیمی وطبی محرومیوں کو دور کرے۔

کاؤنٹی ہیلتھ آفیسر کے نمائندہ Mr. Alphanso Nuah نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ ہمارے لئے باعث فخر ہے کہ جماعت احمدیہ نے ہمارے شہر میں جدید سہولیات کے ساتھ کلینک کھولنے کا فیصلہ کیا ہے جس کی ہمیں اشد ضرورت تھی۔جس پر میں ہیلتھ ڈپارٹمنٹ کی طرف سے آپ کا ممنون ہوں۔

سب سے آخر پر پوسٹ اور کمیونیکیشن کے منسٹر Hon. Mr. Cooper W. Kruah نے حاضرین سے خطاب کیا۔انھوں نے کلینک کے افتتاح پر جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ تعلیم اور صحت ہماری حکومت کی بنیادی ترجیحات میں سے ہیں۔اس علاقہ میں کلینک قائم کرنے پر ہم تہہ دل سے جماعت احمدیہ لائبیریا کو ان کی تعلیمی وطبی کاوشوں پر خراج تحسین پیش کرتے ہیں جو حکومت کے پروگرام کو کامیاب بنانے میں ہماری ممد ومعاون ہے اور ان کا یہ اقدام لائبیریا میں ترقیات کا نیا باب کھول رہا ہے۔مزید یہ کہ جب ہم جماعت احمدیہ کے ساتھ مل کر کام

کرتے ہیں تو ہمیں اس بات کا بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے کہ یہ ایسا مذہب ہے جو اپنے پیروکاروں کو نیک انسان اور وفادار شہری بن کر مذہب اور حکومت دونوں کے تقدس کا احترام کرنے کا درس دیتا ہے۔

اس تقریب کے آخر پر مکرم نوید احمد عادل صاحب امیر ومشنری انچارج لائبیریا نے مختصر اً خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جماعت احمدیہ بلاتمیز رنگ ومذہب،امیر وغریب کی خدمت انسانیت پر یقین رکھتی ہے اور احمدیہ کلینکس پر آنے والے ہر شخص کو طبی امداد فراہم کی جائے گی۔قطع نظر اس کے کہ اس کے پاس اپنے علاج کے لئے رقم دستیاب ہے یا نہیں۔مکرم امیر صاحب نے دعا کے ساتھ اس پروقار تقریب کا اختتام شام پانچ بجے کیا۔

بعدازاں Hon.Minster Kruh نے فیتہ کاٹ کر کلینک کا باقاعدہ افتتاح کیا۔پھر مکرم ڈاکٹر محمود احمد صاحب نے معزز مہمانوں کو کلینک کا دورہ کروایا۔جس میں منسٹر آف پوسٹ اینڈ ٹیلی کمیونیکیشن،میئر آف گانٹا سٹی،نمائندہ ممبر آف پارلیمنٹ، نمائندہ کاؤنٹی ہیلتھ آفیسر، ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر،کاؤنٹی ہیلتھ انسپکٹر، کمیونٹی چیئرمین، نمائندہ امیگریشن کمانڈر، چیف امام گانٹا شامل تھے۔

اس تقریب میں تقریباً 100 افراد نے شمولیت اختیار کی۔جن کی بعدازاں کھانے سے تواضع بھی کی گئی۔

اس تقریب کی فیس بک پر براہ راست سٹریمنگ بھی کی جاتی رہی۔5 ریڈیو چینلز نے کوریج کے ساتھ ساتھ خبروں میں بھی اس کا ذکر کیا۔ملکی اخبار Hot Pepper میں بھی اس کی تصویر کے ساتھ خبر شائع کی گئی اور ایک محتاط اندازہ کے مطابق ان تمام ذرائع سے تقریباً ایک لاکھ افراد تک پیغام پہنچا۔

اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نصرت جہاں سکیم کے تحت لائبیریا میں بشمول ڈینٹل کلینک کل پانچ کلینکس اور پانچ ہی سکول بڑی کامیابی سے جاری ہیں۔

اللہ تعالیٰ میدان عمل میں مصروف تمام اساتذہ اور ڈاکٹرز کی مساعی میں برکت ڈالے اور انہیں مقبول خدمت دین کی توفیق عطا کرتا چلا جائے۔آمین۔

چھوٹی مگر سبق آموز بات

احترام آدمیّت

تم سب کے سب آدم کی اولاد ہو۔ساری دنیا خدا کا کنبہ ہے۔

اسی مساوات انسانی کی بناء پر آپ ﷺ کا عمل تھا کہ اگر کسی یہودی کا جنازہ بھی آپ کے پاس سے گزرتا تو آپ ﷺ اس کے احترام میں کھڑے ہوتے تھے۔صحابہ کرامؓ کے تعجب پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا یہ انسان نہیں۔

(بخاری)

مرسلہ:محمد عمر تماپوری،انڈیا

طلوع وغروب آفتاب

10فروری2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:37	18:16
مدینہ منورہ	05:40	18:13
قادیان	05:53	18:11
ربوہ	05:33	17:50
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:56	17:09

فقہی کارنر

کیا دو افراد کا جمعہ ہوسکتا ہے؟

یہ مسئلہ پیش ہوا کہ دو احمدی کسی گاؤں میں ہوں تو وہ بھی جمعہ پڑھ لیا کریں یا نہ؟

مولوی محمد احسن صاحب سے خطاب فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ دو سے جماعت ہو جاتی ہے۔اس لئے جمعہ بھی ہو جاتا ہے فرمایا:

’’ہاں پڑھ لیا کریں۔فقہاء نے تین آدمی لکھے ہیں اگر کوئی اکیلا ہو تو وہ اپنی بیوی وغیرہ کو پیچھے کھڑا کر کے تعداد پوری کر سکتا ہے۔‘‘

(بدر 14 مارچ 1907 صفحہ 5)

(داؤد احمد عابد مربی سلسلہ برطانیہ)